قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكُمْ ذِكْرًا رَسُوْلًا يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ مُبَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ

تحقیق اتارا اللہ نے تمہاری طرف ذکر یعنی رسول کہ سناتے ہیں تم کو آیتیں اللہ کی کھلی ہوئی تاکہ نکالیں ان لوگوں کو
جو ایمان لائے اور عمل کئے نیک ظلمتوں سے نور کی طرف

الحمد للہ کہ رسالہ

طریقہ مولد شریف

مصنفہ

جامع العلوم والکمال حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی
صاحب قدس سرہ

مولوی محمد اسحاق مالک کتب خانہ رحیمیہ دیوبند نے باہتمام خاص اپنے

کتب خانہ رحیمیہ دیوبند ضلع سہارنپور سے شائع کیا

قیمت .... دو آنہ ۲؍
ہر قسم کی درسی غیر درسی کتب ملنے کا پتہ مولوی محمد اسحاق مالک کتبخانہ رحیمیہ دیوبند ضلع سہارنپور یوپی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الکریم امابعد آجکل چونکہ عوام نے ذکر ولادت شریفہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بہت سے امور خلاف ادب داخل کر دیئے ہیں اسلئے مناسب معلوم ہوا کہ اس ذکر شریف کا صحیح طریقہ بتلایا جاوے تاکہ لوگ مصداق مثل مشہور نیکی برباد گناہ لازم کے نہ ہوں۔

چونکہ رسالہ اصلاح الرسوم تالیف حضرت استاذی مولانا و مقتدانا ماہر اسرار شریعت و واقف رموز طریقت جناب حاجی حافظ قاری مولوی محمد اشرف علی صاحب تھانوی مدظلہ العالی میں ایک فصل اس بیان میں ہے جو غالباً کافی معلوم ہوئی لہذا ہم وہ فصل بجنسہ نقل کر کے شائع کرتے ہیں اور اس حصہ خاص کا نام طریقہ مولد شریف رکھتے ہیں اور اس کے آخر میں ایک مکتوب محبوب القلوب جو حضرت ممدوح نے ایک بزرگ کے رفع شبہات کی غرض سے تحریر فرمایا تھا اضافہ کرتے ہیں

فصل اوّل منجملہ ان رسوم کے مولد شریف کی محفل ہے اسکی تین صورتیں ہیں اور ہر ایک کا جدا حکم ہے پہلی صورت وہ محفل جسمیں قیود مروجہ متعارفہ میں سے کوئی قید نہ ہو نہ قید مباح نہ قید مکروہ بلکہ سب قیود سے مطلق ہو مثلاً کچھ لوگ اتفاقاً جمع ہو گئے کسی نے ان کو اہتمام کر کے نہیں بلایا کسی اور مباح ضرورت سے بلائے گئے تھے اس مجمع میں خواہ کتاب سے یا زبانی حضور پر نور سرور عالم فخر آدم صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات ولادت شریفہ و دیگر اخلاق و شمائل و معجزات و فضائل مبارکہ کا صحیح صحیح روایات سے بیان کر دیا گیا اور اثنائے بیان میں اگر ضرورت امر بالمعروف و بیان احکام کی دیکھی جاوے تو اس میں بھی دریغ نہیں کیا گیا اصل میں استماع وعظ و احکام کیلئے ہوا ہو اور اس کے ضمن میں ان وقائع شریف و فضائل کا بھی بیان کیا گیا۔

یہ وہ صورت ہے کہ بلا نکیر جائز بلکہ و سنت و مستحب ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حالات و کمالات اسی طریق سے بیان فرمائے ہیں آگے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ان کو روایت کیا جس کا سلسلہ محدثین میں آجتک بفضلہ تعالیٰ جاری ہے اور تا بقائے دین ہی رہیگا دوسری دوسری محفل جسمیں قیود غیر مشروعہ موجود ہوں جو کہ اپنی ذات میں بھی قبیح و معصیت ہیں مثلاً روایات موضوعہ خلاف واقع بیان کیجاویں یا خوشرو و خوش الحان لڑکے اسمیں غزل خوانی کریں یا رشوت و سود وغیرہ کا حرام مال اسمیں خرچ کیا جاوے یا حد ضرورت سے زیادہ اسمیں روشنی و

فرش و آرائش مکان وغیرہ کا تکلف کیا جاوے یا حاضرین کا لباس وضع غیر مشروعہ ہو اور اُن کو امر بالمعروف ونہی عن المنکر نہ کیا جاوے یا لوگوں کو جمع کرنے کا اہتمام بہت مبالغہ سے کیا کہ اس قدر اہتمام نماز و جماعت و وعظ کیلئے نہ ہوتا یا نثر یا نظم میں حضرت حق تعالیٰ شانہٗ یا حضرات انبیا علیہم السلام یا حضرات ملائکہ علیہم السلام کی توہین و گستاخی صراحۃً یا اشارۃً کی جاوے یا اُس مجمع میں جانے سے نماز یا جماعت فوت ہو جاوے یا وقت تنگ ہو جاوے یا اُس کا قوی احتمال ہو یا بانی مجلس کی نیت شہرت و تفاخر کی ہو یا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر جانا جاوے یا اور کوئی امر اسی قسم کا خلاف شرع اُس میں پایا جاوے۔

یہ وہ صورت ہے جو اکثر عوام و جہلا میں شائع و ذائع ہے اور شرعاً بالکل ناجائز و گناہ ہے ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص نے جھوٹ بولا مجھ پر جان کر پس اُسکو اپنا ٹھکانا دوزخ میں ڈھونڈ لینا چاہئے اور ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آدمی کو جھوٹ بولنے کیلئے یہ کافی ہے کہ جو سُنا کرے اُس کو بیان کر دیا کرے روایت کیا اس مسلم نے ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ روایات کے بیان کرنے میں بڑی احتیاط کرنی چاہئے بدون علم و تحقیق کے بیان کرنا گناہ ہے خصوصاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کسی غلط امر کا منسوب کرنا سخت ہی وبال ہے اور حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ گانا جماتا ہے نفاق کو قلب میں جس طرح جماتا ہے پانی زراعت کو روایت کیا اس کو بیہقی نے اس حدیث سے گانے کی مذمت معلوم ہوئی بالخصوص جہاں احتمال فتنہ کا ہو جیسے مرد خوش رو کا گانا یا عورت کا گانا اور حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ پاک ہیں نہیں قبول کرتے مگر پاک حلال مال کو اور اسی روایت میں ہے کہ ایک شخص بڑا سفر دراز کرے اور اس کے بال بھی پریشان ہیں اور بدن و لباس بھی میلا ہے اور اپنے دونو ہاتھ آسمان کی طرف بڑھا بڑھا کر یارب یارب کرتا ہے یعنی تمام سامان قبولیت دعا کے بظاہر مجتمع ہیں مگر ساتھ ہی اس کے یہ ہے کہ اس کا کھانا حرام اور پانی حرام اور لباس حرام اور حرام ہی سے غذا دیا گیا پس ایسے شخص کی دعا کب قبول ہو روایت کیا اس کو مسلم نے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کیسے ہی خلوص سے کوئی عبادت کرے مگر حرام مال سے سب اکارت ہو جاتا ہے بلکہ حرام مال لگانے کا گناہ جو اُس کے اوپر رہتا ہے وہ جدا اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ

تم اسراف مت کرو اور فرمایا کہ فضول اڑانے والے شیطان کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا ناشکر ہے جس صرف میں کوئی مشروع غرض نہ ہو وہ سب اس میں داخل ہو گیا خواہ روشنی یا اور تکلفات ہوں لباس و وضع غیر مشروع کے باب میں جو حدیثیں آئی ہیں۔

لہ وہ حدیثیں یہ کہ حدیث بخاری و مسلم میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نظر رحمت نہ فرماویگا اللہ تعالیٰ طرف اس شخص کی جو اپنے ازار کو اترانے کی غرض سے نیچے لٹکادے دوسری حدیث میں اس لٹکانیکی حد آئی ہے ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ازار ٹخنوں سے نیچے ہو وہ دوزخ میں ہے روایت کیا بخاری نے تیسری حدیث میں دوسرے لباسوں میں بھی اس کا حرام ہونا مذکور ہے ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اسبال یعنی دراز کرنا اور حد سے بڑھانا ازار میں بھی ہوتا ہے اور کرتہ میں بھی اور عمامہ میں بھی جو شخص ان میں سے کسی لباس کو تکبر کی راہ سے حد سے آگے بڑھاوے گا اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر رحمت نہ کریں گے قیامت کے روز روایت کیا اس کو ابو داؤد و نسائی نے اور اس کی مؤید ایک حدیث اور ہے جس میں یہ ارشاد ہے کہ جو شخص اپنے کپڑے کو اترا کر بڑھاویگا اللہ تعالیٰ اس کی طرف قیامت کے روز نظر نہ فرماویں گے روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے اس میں مطلقاً کپڑے کو فرمایا جس میں تمام کپڑے آگئے ازار بڑھانے کی حد تو حدیث میں آگئی ہے اور دوسری پوششوں کی نسبت علمائے محققین نے فرمایا ہے کہ آستین کا انگلیوں سے آگے بڑھا ہوا اور شملہ کا نصف کمر سے نیچے ہونا یہ سب اسبال ممنوع ہے پس اگر بلا تکبر محض عادت کے طور پر ایسا کیا تو ایک گناہ ہے چنانچہ حدیث دوم میں بلا اس قید کے منع فرمایا گیا اور اگر براہ تکبر ہے جیسا کہ غالب ہے تو دو گناہ ہوں گے اور بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے۔ بڑھاؤ ڈاڑھی کو اور کترواؤ مونچھوں کو اس سے بڑھ کر دوسری حدیث میں ہے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اپنی لبیں نہ لے وہ ہمارے گروہ سے نہیں روایت کیا اس کو احمد اور ترمذی اور نسائی نے اور ابو داؤد اور نسائی میں ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ آخری زمانہ میں کچھ لوگ ہوں گے کہ سیاہ خضاب کریں گے جیسے کہ کبوتر کا سینہ ان لوگوں کو جنت کی خوشبو بھی نہ ہوگی اور بخاری اور مسلم میں ہے کہ ارشاد فرمایا حضور نے چھوڑو اور لٹکاؤ ڈاڑھی کو اس سے ثابت ہوا کہ چڑھانا بھی حرام ہے اور بیچ میں سے سر کھلوانا یا گردہ منوانا عربی میں اس کو قزع کہتے ہیں ابن عمر کی حدیث میں اس کی بھی ممانعت آئی ہے خواہ بڑوں کا الباخط بنے پانچوں کا چنانچہ ابو داؤد کی حدیث میں بچوں کے لئے ممنوع ہونا صاف مذکور ہے۔ ۱۲ منہ

وہ باب اوّل میں مذکور ہو چکی ہیں حاجت اعادہ کی نہیں اور حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قسم اس ذات پاک کی کہ جان میری اُس کے قبضہ میں ہے کہ تم لوگ یا تو
امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرتے رہو نہیں تو عنقریب بھیجے گا اللہ تعالیٰ تم پر عذاب اپنے پاس سے پھر تمہاری یہ
حالت مردودیت کی ہو جاوے گی کہ تم اُس سے دعا کرو گے اور قبول نہ ہوگی روایت کیا اسکو ترمذی
نے حضرت حسن سے روایت ہے کہ حضرت عثمان بن ابی العاص کسی ختنہ میں بلائے گئے آپ نے انکار فرمایا
کسی نے دریافت کیا آپ نے فرمایا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں ہم لوگ ختنہ میں نہیں
جاتے تھے اور نہ اس کیلئے بلائے جاتے تھے روایت کیا اسکو احمد نے اس سے معلوم ہوا کہ جس کام کیلئے لوگوں کو
بلانا سنت سے ثابت نہیں اس کیلئے بلانے کو صحابی نے ناپسند فرمایا اور جانے سے انکار کیا اور راز اسمیں
یہ ہے کہ بلانا دلیل ہے اس امر کے اہتمام کی تو شریعت نے جس امر کا اہتمام نہیں کیا اسکا اہتمام کرنا دین
میں ایجاد کرنا ہے اسی وجہ سے حضرت ابن عمرؓ نے لوگوں کو جب مسجد میں چاشت کی نماز کیلئے جمع دیکھا تو
براہ انکار اسکو بدعت فرمایا اسی بناء پر فقہا نے جماعت نافلہ کو مکروہ فرمایا ہے اور حضرت حق تعالیٰ و انبیاء
و ملائکہ علیہم السلام کی گستاخی کا مذموم و کفر ہونا محتاج بیان نہیں کون مسلمان اسکا منکر ہے گو بہت سے جاہل
شاعر اسمیں مبتلا ہیں نہ ایسے اشعار کا تصنیف کرنا جائز نہ انکا پڑھنا اور سننا جائز ہے اسیطرح نماز یا جماعت
یا وقت کا ضائع کرنا ظاہر ہے کہ حرام ہے اور جو ذریعہ گناہ کا ہو وہ بھی گناہ ہوتا ہے اسلئے حدیث شریف میں
عشاء کے بعد باتیں کرنے سے ممانعت آئی ہے اور اسکی وجہ شراح حدیث نے یہ لکھی ہے کہ اُس سے صبح تہجد کی نماز
میں خلل پڑے گا اسی طرح نمائش اور فخر کا حرام ہونا سب جانتے ہیں اور ذریعہ حرام کا حرام ہی ہوتا ہے
حدیث میں ہے جو شخص شہرت کا کپڑا پہنے گا اللہ تعالیٰ اسکو قیامت کے دن ذلت کا لباس پہناویں
گے اور حدیث میں ہے کہ تھوڑا سا ریا بھی شرک ہے اور حاضر ناظر ہونا موقوف ہے علم و قدرت پر چونکہ
حق تعالیٰ کا علم و قدرت دونوں کامل ہیں اسلئے وہ ہر زمان و مکان میں حاضر و ناظر ہیں یہ اعتقاد
حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ یا اور انبیاء و اولیاء کیساتھ کرنا اگر اس بنا پر ہے کہ آپ
کیلئے علم و قدرت ذاتی ثابت کرتا ہے جیسا بعض جہلا کا عقیدہ ہے تب تو یہ صاف شرک ہے
گو اللہ تعالیٰ سے کم ہی سمجھتا ہو کیونکہ مشرکین عرب بنص قرآنی مشرک ہیں اور یہ بھی قرآن ہی سے
ثابت ہے کہ وہ اپنے آلہہ کو اللہ تعالیٰ کے برابر نہ سمجھتے تھے اور اگر یوں جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اطلاع
اور اذن دیدیتا ہے تو شرک تو نہیں مگر بلا حجت شرعیہ ایسا سمجھنا گناہ ضرور ہے اسلئے کہ جھوٹ
سب جانتے ہیں کہ حرام ہے اور جھوٹ جیسا زبان سے ہوتا ہے دل سے بھی ہوتا ہے بلکہ اصل

تو دل ہی میں ہوتا ہے وہاں سے زبان پر آتا ہے حتیٰ کہ بدگمانی کہ محض فعل قلب ہے اسکی نسبت حق تعالیٰ نے اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ فرمایا ہے اور حدیث میں فَاِنَّ الظَّنَّ اَکْذَبُ الْحَدِیْثِ آیا ہے غرض ان امور ناجائز سے وہ مجلس بھی ناجائز ہو جاتی ہے اور اسمیں شرکت درست نہیں ہوتی اور آج کل اکثر مجلسیں ایسی ہی ہوتی ہیں کہ اس میں اگر کل امور ناجائز نہیں ہوتے تو بعض تو غالباً ضرور ہوتے ہیں اور مجلس ناجائز ہونیکے لئے ایک امر ناجائز بھی کافی ہے جیسا کہ ظاہر ہے۔

تیسری صورت وہ جس میں نہ تو پہلی صورت کا سا اطلاق و بے تکلفی ہو اور نہ دوسری صورت کی طرح اس میں قیود حرام ہوں بلکہ قیود تو ہوں مگر ایسے قیود مباح ہوں جو خود اپنی ذات میں مباح و حلال ہیں یعنی روایات بھی صحیح و معتبر ہوں بیان کرنیوالا بھی متقی و دیندار ہو اور محل شہوت نہ ہو مال بھی اسمیں حلال و طیّب صرف کیا جائے آرائش بھی حد اسراف تک نہ ہو حاضرین محفل کا لباس و وضع موافق شرع کے ہو اور اتفاقاً کوئی خلاف شرع ہیئت سے حاضر ہو جائے تو بیان کرنیوالا بشرط قدرت امر بالمعروف سے دریغ نہ کرے اسی طرح حسب موقع اور ضرورت احکام بھی بیان کرتا جائے اگر کچھ نظم ہو تو قواعد موسیقی سے نہ ہو مضمون اس کا حد شرع سے متجاوز نہ ہو لوگوں کے بلانے اور اطلاع کرنے میں مبالغہ نہ ہو کسی ضروری عبادت میں اس مجمع میں حاضر ہونے سے خلل نہ پڑے بانی کی نیت بھی خالص ہو محض امید برکت و محبت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس کا باعث ہوا ہو اور اگر صیغۂ ندا کسی کلام میں ہو تو قرائن قویہ سے اعتماد کامل ہو کہ حاضرین میں سے ایسا کوئی کم فہم نہیں ہے جو آپ کو حاضر و ناظر عالم الغیب سمجھے گا اور بھی جمیع منکرات سے پاک ہو مگر اس میں یہ امور بھی ہیں مثلاً قیام فرش تعیین بخور و عطر اور مثل اس کے جو اپنی ذات میں خلاف شرع نہیں ہیں یہ وہ محفل ہے جو نہایت احتیاط والے لوگوں میں شاید کہیں شاذ و نادر پائی جاتی ہو پس ایسی محفل نہ تو پہلی محفل کی طرح سے علی الاطلاق جائز ہے اور نہ دوسری محفل کی طرح علی الاطلاق ناجائز ہے بلکہ اس کے جائز ناجائز ہونے میں تفصیل ہے جو عنقریب معروض ہوتی ہے مگر قبل بیان کرنے اس تفصیل کے چند قواعد شرعیہ معروض ہوتے ہیں جو اہم تفصیل میں معین ہوں گے۔

قاعدہ اوّل۔ کسی امر غیر ضروری کو اپنے عقیدے میں ضروری اور مؤکد سمجھ لینا یا عمل میں اُسکی پابندی اصرار کیساتھ اس طرح کرنا کہ فرائض و واجبات کے مثل یا زیادہ اس کا اہتمام ہو اور اس کے ترک کو مذموم اور تارک کو قابل ملامت و شناعت جانتا ہو یہ دونوں امر مذموم ہیں کیونکہ اس میں حکم شرعی کو بدل دینا اور حد شرعی کو توڑ دینا ہے اور تقلید و تعیین و تخصیص والتزام و تحدید وغیرہ

اسی قاعدہ کے اور مسئلہ کے عنوانات و تعبیرات ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو شخص تجاوز کریگا اللہ تعالیٰ شانہٗ
کی حدوں سے پس ایسے ہی لوگ ظالم ہیں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ تم میں ہر شخص کو لازم ہے
کہ اپنی نماز میں شیطان کا حصّہ مقرر نہ کرے وہ یہ کہ نماز کے بعد داہنی طرف سے پھرنیکو ضروری سمجھنے لگو
میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لبسا اوقات بائیں جانب سے پھرتے دیکھا ہے روایت کیا اسکو بخاری
و مسلم نے طیبی شارح مشکوٰۃ نے کہا ہے کہ اس حدیث سے یہ بات نکلتی ہے کہ جو شخص کسی امر مستحب پر
اصرار کرے اور اسکو عزیمت اور ضروری قرار دے لے اور کبھی رخصت پر یعنی اسکے دوسرے
شق مقابل پر عمل نہ کرے تو ایسے شخص سے شیطان اپنا حصّہ گمراہ کرنے کا حاصل کر لیتا ہے پھر ایسے شخص
کا تو کیا کہنا ہے کہ جو کسی بدعت یا امر منکر یعنی خلاف شرع عقیدہ یا عمل پر اصرار کرتا ہو صاحب
مجمع نے فرمایا ہے کہ اس حدیث سے یہ بات نکلی کہ امر مندوب بھی مکروہ ہو جاتا ہے جب یہ اندیشہ ہو کہ یہ
اپنے رتبے سے بڑھ جاوے گا اسی بنا پر فقہائے حنفیہ نے نمازوں میں سورت مقرر کرنیکو مکروہ فرمایا ہے
خواہ اعتقاداً پابندی ہو یا عملاً فتح القدیر نے اس تعمیم کی تصریح کر دی ہے اور مسلم میں ہے فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مت خاص کرو شب جمعہ کو شب بیداری کیساتھ اور شبوں میں سے اور مت
خاص کرو یوم جمعہ کو روزے کیساتھ اور ایام میں سے ہاں اگر کسی کے کسی معمولی روزے میں جمعہ ہی آپڑے
تو وہ اور بات ہے۔

قاعدہ دوم۔ ہر فعل مباح بلکہ مستحب بھی کبھی امر غیر مشروع کے ملجانیسے غیر مشروع و ممنوع ہو جاتا ہے
جیسے دعوت میں جانا مستحب بلکہ سنت ہے لیکن اگر وہاں کوئی امر خلاف شرع ہو اس وقت جانا
ممنوع ہو جاویگا جیسا احادیث میں آیا ہے اور ہدایہ وغیرہ میں مذکور ہے اور اسی طرح نفل پڑھنا مستحب ہے
مگر اوقات مکروہہ میں ممنوع و گناہ ہے اس سے معلوم ہوا کہ امر مشروع بوجہ اقتران و انضمام
غیر مشروع کے غیر مشروع ہو جاتا ہے۔

قاعدہ سوم۔ چونکہ دوسرے مسلمانوں کو بھی ضرر سے بچانا فرض ہے اسلئے اگر خواص کے کسی غیر ضروری
فعل سے عوام کے عقیدے میں خرابی پیدا ہوتی ہو تو وہ فعل خواص کے حق میں بھی مکروہ و ممنوع ہو جاتا
ہے خواص کو چاہئے کہ وہ فعل ترک کر دیں حدیث شریف میں قصہ آیا ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ
علیہ وسلم نے حطیم کو بیت اللہ کے اندر داخل فرمانیکا ارادہ کیا مگر اس خیال سے کہ جدید الاسلام
لوگوں کے عقیدے میں فتور اور قلوب میں خلجان پیدا ہوگا اور خود بنا کے اندر داخل ہونا کوئی امر ضروری
تھا نہیں اس لئے آپ نے اس مقدمے کو ملتوی فرما دیا اور تصریحاً یہی وجہ ارشاد فرمائی حالانکہ

بنا کے اندر داخل فرما دینا مستحسن تھا مگر ضرر عوام کے اندیشے سے اس امر مستحسن کو ترک فرما دیا اور
ابن ماجہ میں حضرت ابو عبد اللہ کا قول ہے کہ اہل میت کو اول روز طعام دینا سنت تھا مگر جب لوگ
اس کو رسم سمجھنے لگے متروک و ممنوع ہو گیا دیکھئے خواص نے بھی عوام کے دین کی حفاظت کیلئے اُسکو
ترک کر دیا حدیثوں میں سجدہ شکر کا فعل وارد ہے مگر فقہائے حنفیہ نے حسب قول علامہ شامی اسلئے
مکروہ کہا کہ کہیں عوام اسکو سنت مقصودہ نہ سمجھنے لگیں اور عالمگیری میں ہے کہ یہ امور جو لوگ نمازوں
کے بعد کیا کرتے ہیں مکروہ ہیں اسلئے کہ جاہل لوگ اسکو سنت اور واجب سمجھنے لگیں گے اور جس
فعل مباح سے یہ کدورت آجائے وہ مکروہ ہو جاتا ہے البتہ اگر وہ فعل خود بھی شرعاً ضروری ہے تو اس فعل
کو ترک نہ کریں گے اسمیں جو مفاسد پیدا ہو گئے ہیں اُنکی اصلاح کر دی جاویگی مثلاً جنازہ کے ساتھ کوئی
نوحہ کرنیوالی عورت ہو تو اس امر مکروہ کے اقتران سے جنازہ کے ہمراہ جانے کو ترک نہ کریں گے
خود اس نوحہ کو منع کریں گے کیونکہ وہ ضروری امر ہے عارضی کراہت سے اُسکو ترک نہ کیا جاویگا بخلاف قبول
دعوت کے کہ وہاں امر مکروہ کے اقتران سے خود دعوت کو ترک کر دیا جاوے گا کیونکہ وہ ضروری
امر نہیں علامہ شامی نے ان دو مسئلوں میں یہی فرق لکھا ہے۔

قاعدۂ چہارم جس امر میں کراہت عارضی ہو اختلاف ازمنہ و امکنہ و اختلاف تجربہ و مشاہدہ اہل فتوی
سے اُس کا حکم مختلف ہو سکتا ہے یعنی یہ ممکن ہے کہ ایک امر کو ایک زمانہ میں جائز کہا جاوے اُسوقت اسمیں
وجہ کراہتہ کی نہیں تھیں اور دوسرے زمانہ میں ناجائز کہدیا جاوے کہ اُسوقت علت کراہتہ کی پیدا ہو گئی
یا ایک مقام پر اجازت دی جاوے دوسرے ملک میں منع کر دیا جاتا ہے اسی فرق مذکور کے سبب یا ایک
وقت اور ایک موقع پر ایک مفتی جائز کہے اسکو اطلاع نہیں کہ عوام نے اسمیں اعتقادی یا عملی
خرابی کیا کیا پیدا کر دی ہیں دوسرا مفتی ناجائز کہے کہ اُسکو اپنے تجربے و مشاہدہ سے عوام کے مبتلا ہو
نے کا علم ہو گیا ہے تو واقع میں یہ اختلاف ظاہری ہے حقیقی نہیں تعارض صوری ہے معنوی نہیں فقہ
میں اس کے بے شمار نظائر مذکور ہیں دیکھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو مساجد میں آکر
نماز پڑھنے کی اجازت دی تھی اسوقت فتنہ کا احتمال نہ تھا اور صحابہ نے بدلی ہوئی حالت دیکھکر
ممانعت فرما دی اسی طرح امام صاحب و صاحبین کے بہت سے اختلافات اسی قبیل کے ہیں

قاعدۂ پنجم۔ اگر کسی امر خلاف شرع کے کرنیسے کچھ فائدے ہوں اور مصلحتیں بھی ہوں جنکا حاصل کرنا ضروری
نہ ہو یا ان کے حاصل کرنیکے اور طریق بھی ہوں اور ان فائدوں کے حاصل کرنیکی نیت سے وہ
فعل کیا جاوے یا ان فائدوں کو مرتب دیکھکر عوام کو اُس سے نہ روکا جاوے یہ بھی جائز نہیں نیک نیت

سے مباح تو عبادت بنجاتا ہے اور معصیت مباح نہیں ہوتی خواہ اسمیں ہزار مصلحتیں اور منفعتیں ہوں
نہ اس کا ارتکاب جائز نہ اُس پر سکوت کرنا جائز اور یہ قاعدہ بہت ہی بدیہی ہے مثلاً اگر کوئی شخص
اس نیت سے غصب و ظلم کرے کہ مال جمع کر کے محتاجوں مسکینوں کی امداد کریں گے تو ہرگز غصب و
ظلم جائز نہیں ہو سکتا خواہ لاکھوں فائدے اُس پر مرتب ہونیکی امید ہو جب یہ قواعد و مقدمات
سمجھ میں آگئے تو اب اس تیسری صورت کے جواز و ناجواز کی تفصیل سننا چاہئے وہ یہ ہے کہ یہ قیود
مذکورہ چونکہ فی نفسہ امور مباحہ میں سے ہیں اسلئے اُن کی ذات میں تو کوئی خرابی نہیں نہ ان کی وجہ سے
محفل میں کوئی ذاتی ممانعت لیکن اس مباح سے اگر کوئی فساد و خرابی لازم آنے لگے تو اسوقت اِ
امور و اعد اُس محفل کو اس عارض کی وجہ سے ممنوع و ناجائز کہا جاوے گا اور اگر کوئی خرابی کسی قسم
کی لازم نہ آوے تو وہ امور بھی بحال خود مباح رہیں گے اور وہ محفل بھی جائز و مباح رہیگی چنانچہ قاعدہ
دوم سے یہ حکم واضح ہے اب دیکھنے کے قابل یہ بات ہے کہ آیا ہمارے زمانہ میں اِن مباحات کی وجہ سے کوئی
خرابی لازم آرہی ہے یا نہیں اگر لازم آتا ہوا دیکھو تو اس محفل کو منع سمجھو ورنہ جائز اور یہ امر تجربہ و مشاہدہ
سے بخوبی بلا تردد معلوم ہو سکتا ہے اسمیں کوئی بحث و مباحثہ کی ضرورت نہیں سو راقم کا جو کئی سال
کا تجربہ ہے اُسکی رو سے عرض کیا جاتا ہے کہ بلاشک اکثر بلکہ قریب قریب کل عوام ان قیود کو مؤکد و ضروری
لوازم مجلس سے جانتے ہیں اور مثل ضروریات دین کے بلکہ بدرجہا اس سے زائد ان کیساتھ عمل درآمد کرتے
ہیں چنانچہ ان کے کرنے میں جس قدر اہتمام ہوتا ہے نماز جمعہ و جماعت میں اس کا عشر عشیر نہیں دیکھا جاتا
اور اُن کے ترک سے جسقدر ناگواری ہوتی ہے فرائض و واجبات کے ترک سے ہرگز ہرگز نہیں ہوتی بلکہ
خود ترک کرنا تو بہت بعید ہے کوئی دوسرا شخص انکار تو درکنار اگر ترک بھی کردے تو اس پر طعن لعن حد سے
زیادہ ہوتا ہے کفار و مبتدعین و فساق سے زیادہ اسکی مخالفت اور آمادہ ایذا رسانی و بدزبانی ہو جاتی
ہیں جب عوام نے اپنے اعتقاد و عمل سے اِن امور کی یہاں تک نوبت پہونچادی کہ فرض و واجب سے بھی زیادہ
اسکی شان بڑھادی لاریب اس التزام و اصرار کیوجہ سے یہ امور مکروہ و ممنوع ہو جاوینگے جیسا کہ قاعدہ
اول میں ثابت ہو چکا جب یہ امور ممنوع ہوئے تو ان کے ملنے سے وہ محفل بھی غیر مشروع اور ممنوع ٹھیریگی
جیسا قاعدہ دوم میں بیان کیا گیا اور کسی خاص فہیم شخص کا عقیدہ فاسد نہ ہوا اور وہ ان امور کو موکد
نہ سمجھتا ہو اور نہ تارک کو قابل ملامت و نفرت جانتا ہو گو اسوقت میں ایسے لوگ عنقا صفت ہیں لیکن
فرضاً اگر کوئی ہو بھی سہی تو غایت مافی الباب وہ اپنے فساد عقیدہ و عمل کے گناہ سے گو بچ گیا مگر اُسکے کرنے
سے اگر دوسرے فاسد الاعتقاد و فاسد العمل لوگوں کو سہارا لگا ان کے فعل کو تائید اور تقویت پہنچی تو ان کے

فعل مکروہ کی ترویج وتائید کے الزام سے یہ شخص کیسے بچ سکیگا جیسا قاعدہ سوم میں مذکور ہو چکا خلاصہ یہ کہ جہاں یہ مفاسد مذکورہ نہوں گو اسکی توقع عوام کی حالت پر نظر کرنے سے بہت ہی بعید ہے لیکن اگر فرضاً کسی وقت یا کسی موقع پر ایسا ہو تو وہاں اجازت دیجاویگی مگر اس اجازت کے عمل میں بھی ضرور ہوگا کہ ان قیود کو جس طرح عقیدۃً غیر مؤکد سمجھیں اسی طرح اپنے عمل سے بھی ان کا مؤکد نہ ہونا بار بار ظاہر کرتے رہیں مثلاً کبھی شیرینی تقسیم کر دیں کبھی نقد یا غلہ یا کپڑا مساکین کو خفیۃً دیدیں اور کبھی جب گنجایش نہ ہو یا محض رخصت شرعی پر عمل کرنیکے لئے کچھ بھی نہ دیا کریں کبھی اثنائے بیان فضائل و شمائل نبویہ علیہ الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ میں اگر شوق و وجد غالب ہو جاوے کھڑے ہو جاویں پھر اسمیں کسی خاص موقع کی تعیین کی کوئی وجہ نہیں جب کیفیت غالب ہو خواہ اوّل میں یا وسط میں یا آخر میں اور خواہ تمام بیان میں ایک بار یا دو چار بار اور جب یہ غلبہ نہ ہو بیٹھے رہا کریں کبھی باوجود غلبہ کے اسکو ضبط کر کے بیٹھے رہیں اور نہ محفل مولد کی تخصیص کریں اگر اور موقع پر بھی حضور کے ذکر سے غلبہ شوق ہو وہاں بھی گاہ گاہ کھڑے ہو جایا کریں علیٰ ہذا القیاس سب قیود مباحہ کیساتھ یہ ہی عمل رکھیں تو اس طرح کی محفل گو سلف صالحین سے منقول نہیں مگر بوجہ مخالف نہ ہونے قواعد شرعیہ کے ممنوع بھی نہ کہی جاویگی یہ حکم ہے صورت سوم کا باعتبار فتویٰ کے لیکن مصلحت انتظام دین کا مقتضا یہ ہے کہ اس سے بھی احتیاط رکھیں کیونکہ یہ خود نہ تو ضروریات دین سے ہے نہ کسی ضرورت دینی کا موقوف علیہ ہے اور ایک بار بھی ہیئت اجتماعیہ مباحہ مفضی الی المفاسد ہو بھی چکی ہے جیسا پیش نظر ہے اور جہل روز بروز غالب ہوتا جاتا ہے اسلئے مرتبہ تقویٰ کا احتیاط ہی میں ہے واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

اب بعض لوگوں کے کچھ شبہات کا مختصر مختصر جواب لکھا جاتا ہے بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ ذکر شریف تو خود حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے ورنہ ہم تک روایت کیونکر پہنچتی جواب اس کا یہ ہے کہ جو منقول ہے وہ پہلی صورت ہے اور گفتگو صورت سوم میں ہے بعض لوگ کہتے ہیں کہ بڑے بڑے علماء مثل سیوطی و ابن حجر و ملا علی قاری وغیرہ ہم نے اس کا اثبات کیا ہے جواب یہ ہے کہ اوّل تو اسوقت بھی بعض علماء نے ان کے ساتھ اختلاف کیا تھا اور قطع نظر اس سے یہ کہ اُن کے زمانہ میں یہ مفاسد مذکورہ پیدا نہوئے تھے اُس وقت انہوں نے اثبات کیا اب مفاسد پیدا ہو گئے وہ حضرات بھی اگر اس زمانہ میں ہوتے اور اس مفاسد کو ملاحظہ فرماتے تو خود منع فرما دیتے اور اس لئے اب نفی کیجاتی ہے جیسا کہ قاعدہ چہارم میں لکھا گیا بعض لوگ کہتے ہیں کہ علمائے حرمین اس کے جواز پر اتفاق رکھتے ہیں جواب یہ ہے کہ اوّل تو اتفاق غیر مسلم پھر یہ کہ

اُن کے فتووں میں قیود مباحہ کو فی نفسہا جائز لکھا ہے جس محفل کو جن عقائد و مفاسد کی وجہ سے ہم روک رہے ہیں اِن مفاسد کا اظہار سوال میں کر کے فتویٰ منگا دو اس وقت تمہارا یہ شبہ معقول ہو سکتا ہے جب فتویٰ آجاوے گا اس وقت جواب ہمارے ذمہ ہوگا بعض کہتے ہیں کہ کثرت سے علماء جواز کی طرف گئے ہیں جواب یہ ہے کہ اوّل تو کسی نے دنیا بھر کی علماء شماری نہیں کی دوسرے یہ کہ جس خرابی کیوجہ سے ممانعت کی جاتی ہے اُس خرابی کو کون سے علمائے کثیر بلکہ قلیل نے جائز کہا ہے فتویٰ تو استفسار کے تابع ہوتا ہے مستفتی اپنا عیب کب کھولتا ہے بلکہ ہر طرح اپنی خوش اعتقادی و خلوص کو جتا کر پوچھتا ہے اس کا جواب بجز جواز کے کیا ہوگا سو یہ فتویٰ حرمین یا دیگر علمائے کثیرین کے ہماری تحقیق مذکورہ بالا کو مضر نہیں ہیں بعض کہتے ہیں کہ اس بہانے سے غریب غرباء کو خیر خیرات پہنچ جاتی ہے یا اس سے اسلام کی شوکت ہوتی ہے یا ناواقف لوگوں کے کان میں کچھ مسائل پڑ جاتے ہیں سو اوّل تو خود یہ امر مسلم نہیں اکثر جگہ امیروں کو حصہ بٹتا ہوا غریبوں کو دھکے ملتے ہوئے دیکھا جاتا ہے اور ایسے سامانوں سے جس کی خبر بعض اوقات محلہ میں بھی نہیں ہوتی کیا احتشام اسلام کا متصور ہے اور اگر تسلیم بھی کر لیا جاوئے تو خیر خیرات اور احتشام اسلام کے جب اور طریقہ بھی مشروع ہیں تو غیر مشروع طریقہ سے اُس کے حاصل کرنے کی اور ان کے حاصل کرنے کے لئے ان نامشروع طریقوں کے اختیار کرنے کی کب شرعاً اجازت ہو سکتی ہے جیسا قاعدہ پنجم میں مذکور ہوا اور بھی شبہات اس کے قریب ہیں جن کا جواب بعد ضبط کر لینے اصول مذکورہ کے ہر عاقل سمجھ سکتا ہے یہ کلام تھا اس مسئلہ مولد شریف میں جس کو بہت سلاست اور اختصار اور جامعیت کے ساتھ لکھنے کی اللہ تعالیٰ نے توفیق عطا فرمائی اب امید ہے کہ اہل انصاف کو اس مسئلہ میں شبہ نہ رہے گا اور افراط و تفریط سے باز آویں گے اور علمائے مصلحین امت سے عداوت و بدگمانی اور ان کی شان میں اہانت و بدزبانی گوارا نہ رکھیں گے اور شب و روز محبت و اتباع سنت نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کوشش کریں گے اللھم ارزقنا حبک وحب نبیک واتباع سنتہ توفنا علی ملتہ واحشرنا فی زمرتہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ۵

تمام شد رسالہ مولد شریف

مکتوب محبوب القلوب

بِسمِ اللّٰہ الرحمٰن الرحیم ۵

از اشرف علی عفی عنہ بگرامی خدمت مخدومی معظمی دامت برکاتہم السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہٗ کل الطاف نامہ نے معزز فرمایا برابر جواب کے لئے تیار رہا مگر ہجوم آیندگان ورَوندگان سے اس وقت تک اپنے ارادہ میں کامیاب نہ ہوسکا اس وقت بیٹھا ہوں مگر ڈاک کے وقت تک امید نہیں کہ فراغت کرسکوں کل ہی کی ڈاک میں غالباً جاوے گا جناب والا کو ہر طرح اللہ تعالیٰ نے بزرگی عطا فرمائی ہے زیادہ عرض معروض کرنا خلاف ادب سمجھتا ہوں مگر معاملہ ایسا آپڑا ہے جسمیں مصلحت کے علاوہ مسئلہ کا بھی شمول ہے اس لئے محبت وخیرخواہی جو آپ ہی کے عنایات کا اس عاجز پر عکس ہی مجبور کرتی ہے کہ کچھ عرض کروں اور ایسے معروضات میں بدون اس کے کہ دل کھولکر کہے جاویں علی وجہ الکمال ظاہر نہیں ہوسکتے اسلئے قبل عرض مقصود اس قدر استدعا کرتا ہوں کہ میری قلم درازی معاف فرمائی جاوے اور چونکہ معاملہ تحقیق دین کا ہے اسلئے بے تکلف جو خیال مبارک میں آوے ارشاد فرمایا جاوے اور مجھ کو بھی عرض کی اجازت دیجاوے انشاء اللہ تعالیٰ تمام پیچیدگیاں رفع ہوجاویں گی اصول شرعیہ میں سے اور نیز قواعد عقلیہ میں سے یہ امر مسلم ہے کہ جو فعل نہ ماموربہ ہو نہ منہی عنہ یعنی نصوص شرعیہ میں نہ اس کے کرنیکی ترغیب ہو اور نہ اُس کے کرنیکی ممانعت ایسا امر مباح ہوتا ہے اور ہرچند کہ مباح اپنی ذات میں نہ طاعت ہے نہ معصیت مگر عوارض خارجیہ کے اعتبار سے ممکن ہے کہ کبھی وہ طاعت بنجاوے کبھی معصیت ہو جاوے مثلاً چلنا کہ ایک فعل مباح ہے نہ اس پر ثواب نہ عقاب مگر ممکن ہے کہ اسمیں کوئی ایسی مصلحت ومنفعت ہو جس سے یہ عبادت ہوجائے مثلاً مسجد یا مجلس وعظ کی طرف چلنا یا کسی کی عیادت یا تعزیت کیلئے چلنا اور ممکن ہے کہ اس میں کوئی ایسی مضرت مفسدہ ہو جس سے یہ معصیت ہوجائے مثلاً ناچ دیکھنے کو چلنا یا شراب خوری کے لئے چلنا اور یہ بھی جاننے کی بات ہے کہ مضرت ومفسدہ دو قسم کا ہے لازمی ومتعدی لازمی وہ جس سے خود فاعل کو ضرر پہنچے متعدی وہ جس سے دوسروں کو ضرر پہنچے سو جس طرح فعل مباح بوجہ لزوم ضرر لازمی کے واجب المنع ہوجاتا ہے اسی طرح بوجہ ترتب ضرر متعدی کے بھی ممنوع ہوتا ہے مثلاً کوئی

ایسا مریض جس کا مرض محسوس نہیں اور طبیب نے اُس کو افطار صوم کی اجازت دیدی گو اس کو کھانا پینا علی الاعلان فی نفسہ جائز ہے مگر جس مقام پر یہ احتمال ہو کہ کوئی دوسرا شخص یہ حالت دیکھکر روزہ کی بے وقعتی کر کے اپنا روزہ تباہ کر دے گا اس مقام پر یہ امر جائز بھی ناجائز بنجاویگا بلکہ اس کا اخفا ضروری ہوگا اور یہ امر بہت ہی ظاہر ہے اب دوسرا قاعدہ سمجھنے کے قابل ہے کہ بعض افعال مباحہ تو ایسے ہوتے ہیں جن میں سراسر مصلحت ہی مصلحت ہو اس کے تو مستحسن ہونے میں سب کا اتفاق ہوتا ہے بعض ایسے ہوتے ہیں کہ ان میں سرتاپا مفسدہ ہی مفسدہ ہو اسلئے ممنوع ہونے میں کسی کو کلام نہیں ہوتا بعض ایسے افعال ہیں جن میں کچھ مصلحت اور کچھ مفسدہ ہوتا ہے کسی کی نظر مصلحت پر ہوتی ہے اور مفسدہ کی طرف یا تو التفات نہیں ہوتا یا اس کو قابل اعتنا نہیں سمجھتے یا اس میں کچھ تاویل کی گنجائش سمجھ لیتے ہیں ایسا شخص اس کو جائز بلکہ مستحسن کہتا ہے اور کسی کی نظر مفسدہ پر بھی ہوتی ہے خواہ مصلحت پر نظر ہی نہ ہو یا اُس پر بھی نظر ہو کیونکہ قاعدہ مقررہ ہے کہ جب اسباب حلت حرمت کے اسباب کسی شئی میں جمع ہو جاتے ہیں تو وہاں حرمت ہی کو ترجیح ہوتی ہے ایسے امور ہمیشہ محل کلام و اختلاف رہا کرتے ہیں مگر اس میں اختلاف رفع کرنا اگر اہل اختلاف میں قدرے طلب حق و انصاف ہو بہت ہی سہل ہوتا ہے اسلئے کہ صرف یہ بات دیکھ لینے کی ہوتی ہے کہ آیا اس میں کوئی مفسدہ تو نہیں اگر کوئی مفسدہ نہ نکلے تو مانعین اپنے فتویٰ ممانعت کو چھوڑ دیں اور اگر مفسدہ نکل آوے تو مجوزین اپنے دعوئے جواز سے رجوع کریں گو اس میں مصلحتیں بھی ہوں اسلئے کہ اوپر مذکور ہو چکا کہ تعارض کیوقت منع کو ترجیح ہوتی ہے البتہ اگر کسی مامور بہ میں کوئی مفسدہ ہو تو وہاں مفسدہ کی اصلاح کر دی جاتی ہے مگر مباح میں جب اصلاح دشوار ہو نفس فعل کو ترک کر دینا لازم ہوتا ہے بلکہ مباح تو کیا چیز ہے اگر سنت زائدہ میں ایسے مفاسد کا احتمال قوی ہو اس کا ترک مطلوب ہو جاتا ہے یہ سب قواعد کتب شرعیہ اصولیہ و فرعیہ میں موجود مذکور ہیں اب خیال فرمانا چاہئے کہ عمل مولد شریف بہئیت و قیود مخصوصہ ظاہر ہے کہ نہ کسی دلیل شرعی سے مامور بہ ہے اور نہ کسی دلیل سے ممنوع ہے تو فی حد ذاتہ مباح ٹھہرا اب اسی قاعدۂ اولیٰ کے موافق ضرور ہوگا کہ اگر اس میں کوئی مفسدہ اعتقادی یا عملی مرتب نہ ہو نہ لازمی نہ متعدی تو اُسکے جواز یا استحسان میں کوئی کلام نہیں کر سکتا اور اگر اس میں کوئی مفسدہ مرتب ہوتا ہو خواہ لازمی خواہ متعدی تو اُس کے روکنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہو سکتا اس پر تو سب کا اتفاق ہے اب اتنی سی بات میں اختلاف رہ گیا کہ آیا اس میں کوئی مفسدہ ہے یا نہیں اور اسی بات میں اختلاف ہو سکے

اس کے جواز و ناجواز میں اختلاف طویل وعریض ہوگیا سو مفسدہ کا ہونا نہ ہونا یہ کوئی دقیق بات نہیں
جسمیں بہت غور و نظر و مباحثہ کی حاجت ہو مشاہدہ و تجربہ و تتبع حالت عاملین سے بسہولت معلوم ہو
سکتا ہے سو جہاں تک ان مجالس میں شرکت کا اتفاق ہوا اکثر عاملین کے عقائد یا اعمال میں غلو و
افراط پایا گیا جسکی تفصیل محتاج بیان نہیں سو بنا بر قاعدہ مذکورۂ سابق ان عاملین کے حق میں تو
اس عمل کو ممنوع کہنے میں کسی فہیم کا شبہ ہی نہیں البتہ یہ شبہ شاید ہو سکے کہ جسکو غلو ہو اس کو روکنا
چاہیئے اور محتاط خوش عقیدے کو کیوں روکا جاوے تو اس کا جواب اوپر کی تقریر سے معلوم ہو چکا
ہے کہ جس طرح ضرر لازمی سے بچنا واجب ہے اسی طرح ضرر متعدی سے بھی جس حالت میں کسی شخص نے گو
احتیاط کیساتھ یہ عمل کیا مگر دوسرے دیکھنے والے اس سے سند پکڑ کر بے احتیاطی کرتے رہے تو
ضرر متعدی ظاہر ہے اب اس قاعدہ و حکم کی تائید کے لئے ایک آدھ نظیر پیش کرتا ہوں کسی نعمت
جدیدہ کی خبر سنکر سجدۂ شکر کرنا حدیث صحیح سے ثابت ہے اور پھر بھی ہمارے امام ہمام ابو حنیفہؒ اسکو مکروہ
فرماتے ہیں چنانچہ کتب فقہ میں مذکور ہے اسکی وجہ بقول علامہ شامی صرف یہ ہی ہے کہ اسمیں احتمال ہے
کہ عوام اسکو سنت مقصودہ نہ سمجھ جاویں اب ملاحظہ فرمائیے کہ عوام کے غلط اعتقادی کے احتمال
پر خواص کیلئے بھی وہ فعل مکروہ قرار دیا گیا حالانکہ جواز اس کا نص سے ثابت ہے اور مسنون ہونا بھی
اس کا مسلم ہے مگر سنت زائدہ ہے سنت مقصودہ نہیں جب عقیدے میں اتنے فرق سے حکم کراہت
کر دیا جاتا ہے تو جو چیز سنت بھی نہ ہو صرف مباح یا مستحسن ہو اور اباحت و استحسان بھی اس کا محض
قیاسی ہو منصوص نہ ہو اور افراط بھی عقیدے میں اس درجہ عوام نے کر لیا ہو کہ فرض و واجب سے زیادہ
مؤکد قرار دیا ہو تو اس حالت میں خواص کیلئے بھی حکم بالکراہت کیوں نہ کیا جاویگا دوسری نظیر یہ ہے
کہ درمیان اذان و اقامت مغرب کے دو رکعت نفل پڑھنا حدیث سے ثابت ہے اور امام ابو حنیفہؒ
اس کو مکروہ فرماتے ہیں اسکی وجہ بھی یہ ہی احتمال اعتقاد سنیت مقصودہ ہے اس احتمال کا موجب کراہت
ہونا خود حدیث سے ثابت ہے چنانچہ اسی حدیث تنفل بین الاذان والاقامت میں حضور اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم نے تیسری بار میں ارشاد فرمایا لمن شاء اسکی وجہ راوی فرماتے ہیں کراہۃ ان یتخذہا الناس سنۃ
تیسری نظیر یہ ہے کہ صلوٰۃ جنازہ میں فاتحہ پڑھنا احادیث سے ثابت ہے اور امام ابو حنیفہؒ اسکو منع
فرماتے ہیں یہاں بھی یہی وجہ ہے کہ نماز جنازہ اصل میں دعا ہے اور حضور سے جو فاتحہ ثابت ہے وہ بھی بطریق دعا
ہے سو اگر کوئی علیٰ وجہ الدعا پڑھی جاوے اس کو علیٰ وجہ التلاوۃ کسی نے پڑھ دیا تو کراہت آجاتی ہے
پھر صرف اسی شخص کو نہیں منع کیا بلکہ مطلقاً منع کر دیا تاکہ یہ عادت شائع نہ ہو اور بھی بیشمار اسکے

نظائر فقہیہ موجود ہیں ان سب نظائر سے یہ امر کالشمس فی نصف النہار واضح ہو گیا کہ جس طرح اپنی عقیدہ و دین کی حفاظت ضروری ہے عوام کے عقیدے و دین کی حفاظت بھی ضروری ہے اب ممکن ہے کہ بعض کرنیوالے احتیاط کر لیں مگر عوام جو اُن کے معتقد و مقلد ہیں ان کو نہ اُن خرابیوں پر نظر ہے نہ ان سے بچنے کی احتیاط نہ ان کو یہ خبر کہ ہمارے بزرگوں کے اور ہمارے عمل میں کیا فرق ہے صرف انہوں نے یہ دیکھ لیا کہ ہمارے فلاں بزرگ یہ عمل کرتے ہیں پس خود بھی جس طرح چاہا کرنے لگے اسکی احتیاط اہل طریقت نے یہاں تک فرمائی ہے کہ جس شخص کو سماع بشرائط جائز اور مباح ہو وہ ایسے شخص کے روبرو بھی نہ سنے کہ جسکو مباح نہیں تاکہ وہ تقلید بے بصیرت کر کے خراب نہ ہو اب خیال مبارک میں آگیا ہوگا کہ جو لوگ ان اعمال کو منع کرتے ہیں انکی غرض اور علت کیا ہے یعنی وہ ان اعمال کو فی حد ذاتہا مکروہ و ممنوع نہیں سمجھتے بلکہ ان کو مباح باباحۃ اصلیہ و مستحسن بحسن عقیدت و نیت جانتے ہیں مگر ان عوارض خارجیہ کیوجہ سے کراہۃ کا حکم کرتے ہیں مرتکب عوارض کیلئے تو بوجہ ضرر لازم کے اور محتاط کیلئے بوجہ ضرر متعدی کے اس طور پر منع کرنیوالو نپر کسی قسم کی ملامت نہیں ہو سکتی بلکہ بوجہ اہتمام حفظ نظام دین کے مستحق اجر ہوتے ہیں ہاں یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ بعض مانعین تو اس تفصیل کیساتھ منع نہیں کرتے اور نہ کوئی قید لگاتے ہیں علی الاطلاق کہدیتے ہیں کہ مجلس مولد شریف ممنوع و بدعت ہے سو بات یہ ہے کہ مانعین میں بعض تو متشدد ہیں ان کے قول کی تو تاویل ضروری نہیں اور بہت سے بندگان الٰہی منصف و محقق ہیں اُن کا اطلاق حکم بالکراہۃ محض لفظاً ہے مراد انکی محمل مقید متعارف ہے اسکی مثال ایسی ہے کہ کوئی مفتی محقق کہے کہ رہن رکھنا حرام ہے ہرچند کہ لفظ رہن اُس کے کلام میں مطلق ہے جس سے یہ شبہ ہوتا ہے کہ غضب ہے اللہ تعالیٰ نے تو رہن کو حلال فرمادیں اور یہ حرام کہتا ہے مگر ہر عاقل سمجھ سکتا ہے کہ مراد اسکی مطلق رہن نہیں ہے بلکہ وہی رہن جسمیں حقیقتہً یا حکماً انتفاع مشروط ہوتا ہے اور اس زمانہ میں متعارف ہے اسی کو حرام کہتا ہے سو وہ یقیناً حرام ہے اسیطرح مانع مولد گو صرف مولد کو منع کر رہا ہے مگر مراد اسکی وہی مولد ہے جسمیں افراط و تفریط ہے ممنوع تو اصل میں اسی کو کہہ رہا ہے مگر جو مجلس کہ افراط و تفریط سے خالی ہو وہ گو خود ممنوع نہیں مگر اسوجہ سے کہ دوسرے لوگوں کیلئے ذریعہ افراط و تفریط کا ہے دائرہ منع میں اسکو داخل کر دیا ہے اس اطلاق لفظی و تقلید مرادی کے نظیر حدیث میں آئی ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مسافر روزہ دار کو ملاحظہ فرمایا غلبہ حرارت و تشنگی سے بیہوش ہو گیا ہے ارشاد فرمایا لیس من البر الصیام فی السفر یعنی سفر میں روزہ رکھنا اچھا نہیں یہ ظاہر ہے کہ روزہ رکھنا سفر میں جائز ہے پھر بھی آپ نے مطلق لفظ سے ممانعت فرمائی وجہ اسکی یہی ہے کہ گو لفظ مطلق ہے مگر مراد اس سے یہی ہے کہ ایسی حالت میں روزہ رکھنا اچھا نہیں

خلاصہ یہ کہ لفظ کا مقید ہونا کبھی لفظ سے ہوتا ہے اور کبھی قرینہ سے اس تفصیل سے یہ شبہ بھی رفع ہو گیا کہ ان اعمال کو ہزار ہا بزرگ کرتے چلے آئے ہیں اب کیوں منع کرتے ہیں وجہ رفع ہونے کی یہ ہے کہ وہ بزرگ خلوص سے احتیاط صحت عقیدہ کیسا تھ کرتے تھے ان کے زمانہ میں عوام نے یا تو غلو نہ کیا ہوگا یا اس غلو کی انکو اطلاع نہ ہوئی ہوگی یا یہ گمان نہ ہوگا کہ کوئی شخص ہمارا اقتدا کریگا یا یوں سمجھے ہونگے اگر کسی نے اقتدا کیا تو وہ بھی احتیاط کریگا اسوجہ سے ان بزرگوں پر نہ اعتراض کرنا ممکن ہے اور نہ سند پکڑنا صحیح ہے کیونکہ انکی اور ہماری حالتوں میں یا زمانوں میں بہت فرق ہے اور نہ مانعین پر شبہ ہو سکتا ہے اسلئے کہ وہ اصل فعل کو منع نہیں کرتے بلکہ ان مفاسد کا انسداد کرنا چاہتے ہیں اور خود اسلئے شریک نہیں ہوتے کہ عوام ہماری سند نہ پکڑیں خلاصہ یہ ہے کہ جنھوں نے یہ فعل کیا تھا ان کی نیت بھی اچھی تھی اور اس وقت مفاسد نہ تھے یا وہ متعدی نہ ہوتے تھے اور جو نہیں کرتے اور احتیاط رکھتے ہیں انکی نیت بھی درست ہے البتہ جو شخص یوں کہے کہ خود یہ عمل ہی اپنی ذات میں ممنوع ہے خواہ کوئی ضرر لازم یا متعدی ہو یا نہ ہو وہ متشدد ہے یا جس شخص کو اطلاع ہو جائے کہ واقعی عوام کی حالت عقیدہ اور عمل کی اچھی نہیں اور یہ بھی سمجھ گیا ہو کہ واقعی خواص کے عمل کا اثر عوام پر پڑتا ہے اور عوام سند پکڑ کے بے احتیاطی میں مبتلا ہوتے ہیں اور یہ بھی اسکو تجربہ ہو گیا ہو کہ اب عوام کے افراط تفریط کی اصلاح بدون اسکے نہایت دشوار ہے کہ اصل عمل ہی کو احتیاطاً وانتظاماً ترک کر دیں ان سب امور پر مطلع ہو کر پھر بھی انکو معمول رکھے وہ داہن و متہاون فی الدین ہے امید ہے کہ تقریر تفصیل ہذا سے تمام پیچیدگیاں حل ہو ہوں گی واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب وعندہ علم الکتاب فقط۔

تمام شد مکتوب محبوب القلوب

حضرت من تحقیق مسئلہ سے اپنی فہم ناقص کے موافق فارغ ہوا میری دلی خوشی یہ ہے کہ جہاں مجھ سے غلطی ہو گئی ہو بے تکلف اس پر متنبہ فرما دیں انشاء اللہ تعالیٰ اعتراف و تسلیم کر لوں گا زیادہ بجز اشتیاق ملازمت واستدعائے دعائے خاتمہ بالخیر کیا عرض کروں۔ والسلام فقط۔

اسلام	مصنفہ حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحب اس میں حضور کے پورے حالات بہت ہی پیاری زبان اردو میں درج ہیں قابل دیکھنے کے ہے شروع کر کے جبتک ختم نہ ہو جائے چھوڑنے کو دل نہیں چاہتا

اس کی خوبی دیکھنے ہی سے معلوم ہو سکتی ہے عرصہ سے نایاب تھا اور کسی قیمت پر بھی نہیں ملتا تھا حال میں اس کو بہترین طباعت اور کتابت و صحت کے ساتھ طبع کرایا گیا ہے قیمت رعایتی تین روپیہ آٹھ آنہ ہے ہر قسم کی درسی غیر درسی کتب ملنے کا پتہ مولوی محمد اسحاق مالک کتبخانہ رحیمیہ دیوبند ضلع سہارنپور (یوپی)

کتبہ محمد منعم دیوبندی

شائع کردہ سعید ... صفحات ۳۲ ...